

طلاق بدعت اور خاندانی منصوبہ بندی

○ ————— پر و فیسربو شہاب رفیع اللہ

ماضی قریب میں ہمارے ملک میں جو عائلی قوانین نافذ ہوئے ہیں، ان میں شائد سب سے زیادہ اہم اصلاح طلاق بدعت کا خاتمہ ہے۔ یہ ایک ایسی برائی تھی، جس نے ہمارے ہزاروں گھرانوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اس کے معصیت اور بدعت ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں بلکہ اس کے خاتمہ کے قانون کے نفاذ سے پہلے تو مخالفین تک کو اعتراف تھا کہ اس کے معصیت اور بدعت ہونے پر اجماع امت ہے۔ ایک مشہور عالم دین فرماتے ہیں :-

”بیک وقت تین طلاق دے کر، عورت کو جدا کر دینا نصوص صریح کی بناء پر معصیت ہے۔ علمائے امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے، وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاقِ رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاقِ مغلظ کے حکم میں۔ لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فعل اس طریقہ کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس سے شریعت کی اہم مصلحتیں فوت ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو حضور غصے میں آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”اَلْتَّبُّ بکتاب اللہ عزوجل وانسابین اظہرکم“ کیا اللہ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی میں تمہارے

فقہائے متقدمین نے بند کیا تھا اور نہ لے آج ہی بند سمجھا جاسکتا ہے۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قابل زکوٰۃ چیزوں میں گھوڑوں کو بھی شامل کر لیا تھا۔ اگرچہ بعد ازاں بعض دوسری اہم تجارتی چیزیں جیسے کشتیاں ٹیکس سے مستثنیٰ رکھی گئیں، ایسے ہی آجکل صنعتی مشینوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی۔ مزید برآں بعض فقہائے نزدیک اگر ایک شخص کے پاس بیس مکان ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ مقروض بھی ہے، تو نہ صرف یہ کہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا، بلکہ وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی بہت اہم اختلاف ہے کہ ایک مملکت کن کن چیزوں پر زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے۔

فقہاء کا اس امر پر بھی اتفاق نہیں کہ کیا زکوٰۃ کو صرف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک شخص کو دی جائے یا اسے غیر شخصی مددوں پر بھی صرف کیا جاسکتا ہے اور آخر میں یہ کہ مذاہب فقہ کے ہاں زکوٰۃ کے نصاب کا مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، یعنی مال کی وہ کون سی کم سے کم حد ہے، جس پر کہ زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ اور ان سے ملتے جلتے جو اور مسائل ہیں، ان کو حل کرنا اور ان سے جو الجھنیں پیدا ہوتی ہیں، ان کو دور کرنا ہوگا۔

اب اگر زندگی کے سب سے اہم شعبے میں قرآن مجید اور سنت نبوی کو نافذ کرنا ہے، تو پھر سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے کہ زکوٰۃ کو ان خطوط پر عائد کیا جائے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں یہ کہنا چندان غیر ضروری ہوگا کہ اگر زکوٰۃ عائد کرنے میں ان خطوط کو پیش نظر رکھا گیا تو ہمارا مالی نظام اسلامی ہو جائے گا اور پھر اس سے خود ملک کے اندر سے ہمارے اقتصادی وسائل بہم ہو سکیں گے اور اس طرح ہمیں غیر ملکی امداد پر انحصار کرنے سے نجات پانے میں مدد ملے گی اور یقیناً زکوٰۃ کی یہ شکل دوسرے غیر اسلامی ٹیکسوں کو بھی ختم کر دے گی



درمیان موجود ہوں۔ بعض دوسری احادیث میں ہے کہ حضورؐ نے اس فعل کو معصیت فرمایا اور حضرت عمرؓ کے متعلق تو روایات میں یہاں ہے کہ جو شخص ان کے پاس مجلس واحد میں تین طلاق دینے والا آتا تو وہ اس کو درے لگاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس فعل پر سزا دی جاسکتی ہے۔“ لے

اقتباس اگرچہ ذرا لمبا ہو گیا ہے لیکن اس میں چونکہ متعلقہ مسئلہ کے تمام پہلو آجاتے ہیں، اس لئے اس کا نقل کرنا ناگزیر تھا۔ دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ملک میں بھی اس بدعت سنیہ کو ختم کرنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور مختلف زمانوں میں مختلف اہل علم نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مصر میں جب اس بدعت کا خاتمہ ہوا تو ہمارے ملک میں گھی کے چراغ جلائے گئے اور باری تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز یہ دعائیں کی گئیں کہ وہ ہمیں بھی وہ دن دکھائے جب اس ملک میں اس بدعت سنیہ کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے صرف مولانا محمد بن ابراہیم جو ناگزیر ہی کے یہ الفاظ کافی ہوں گے، فرماتے ہیں :-

”کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مصر میں ایک جماعت اہل حدیث کی کھڑی ہو گئی ہے، جنہوں نے اپنی ایک انجمن بنام ”انصار السنۃ المحمدیۃ“ بنائی ہے اور وہ احادیث کے مسائل کی اشاعت میں منہمک و مشغول ہے۔ اس کے اکابر علماء کرام نے آپ کے ان تنگ مسائل کو غلان حدیث و قرآن بیان کر کے آج وہاں عمل بالسنۃ کی لہر دوڑا دی ہے۔ یہاں تک کہ مصری حکومت نے ۱۹۲۹ء میں قانون نمبر ۲۵ جاری کر دیا ہے جن کے مادہ ثالثہ کے الفاظ یہ ہیں :- ”الطلاق المقرون بعدد لفظاً أو إشارة لا یقع الا واحداً“ جس کا مقصد بالفاظ احمد محمد شاکر یہ ہے: ”الفاو صفت الطلاق بالعدد واعتباراً بطلقة واحداً“ یعنی دو اور تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی گئی ہوں، ان کا عدد لغو ہے۔ ایسی تین طلاقیں سرکاری طور پر ایک شمار ہوا کریں گی۔ بس جس طرح مصر کے علمائے حنفیہ نے

بل جل کر اس ظالمانہ اور جاہلانہ اور مخالف حدیث مسند کو اپنے ہاں سے اٹھا دیا ہے
وقت آرہا ہے کہ ہمارا ملک بھی اس سے ہاتھ بھاڑ دے۔ وما ذالك على الله بعزيز۔

عنچے چنچیں گے پھر لے خالق کلتن کب تک
خشک پتوں کا سنوں نالہ شیون کب تک ٹے

اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ دعا قبول فرمائی اور عائلی قوانین کے نفاذ کے بعد اس بدعت سیئہ کا
خاتمہ ہو گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے لیکن اس کے برعکس نامعلوم وجوہات
کی بنا پر اس اقدام ہی کی مخالفت ہونے لگی اور ان حضرات کی طرف سے جن کے نزدیک اس کے بدعت
سیئہ ہونے پر اجماع امت تھا، یہ اعتراض پیش کیا گیا۔

”بلاشبہ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے
حنفی مذہب میں اگر تین طلاق بیک وقت دیئے گئے ہوں تو اس سے طلاق مغلطہ واقع
ہو جاتی ہے اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو مدت عدت کے اندر رجوع
کر سکتا ہے اور نہ مدت عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ پھر نکاح کر سکتا ہے جب
تک اس کی تکمیل نہ ہو جائے۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان
حنفی باشندوں کو جو اعتماد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی مذہب کے آئمہ و
فہما کے علم و تقویٰ پر ہے، وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں ہے۔“

یہاں پر طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں جس اصول کی آرٹلی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چاہے یہ چیز
دوسرے فقہی مذاہب میں جائز ہی کیوں نہ ہو، لیکن چونکہ حنفی مذہب کے خلاف ہے اس لئے ہمارے نزدیک

ناقابل قبول ہے۔ دوسرے الفاظ میں صرف وہی چیز قابل قبول ہوگی جو حنفی فقہ کے مطابق ہو

طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں ایک دوسرے صاحب علم بزرگ کی رائے ملاحظہ ہو:-

”جن لوگوں نے اس کو طلاق بدعی کہا ہے، انہوں نے ہرگز اس سے وہ بدعت مراد نہیں

لی ہے جس کو کمیشن نے بدعت، ضلالت اور غیر اسلامی قرار دیا ہے بلکہ اس سے ان کی

مراد طلاق کا وہ طریقہ ہے جو اگرچہ جائز تو ہے، لیکن معیاری سنت سے ہٹا ہوا ہے۔ گے
اس طلاق کے بدعت سنیہ ہونے پر ساری امت کا اجماع ہے۔ حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے، جس کا
بار بار سہارا لیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:- وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او
ثلاثا في طهر واحد وهو حرام عندنا لكنه اذا فعل وقع الطلاق وبانت منه
وحرمت حرمة غليظة وكان عاصيا۔ ۵ (ترجمہ) ایک دفعہ تین طلاق کہہ دینا یا ایک
طہر میں تین طلاقیں کہہ دینا، طلاق بدعت ہے اور یہ حنفی مذہب میں حرام ہے لیکن جو ایسی طلاق کا
مرتب ہوگا، اس کی بیوی جدا اور اس پر حرام ہو جائے گی اور وہ معصیت الہی کا مرتکب ہوگا۔ طلاق
بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی رائے ملاحظہ ہو:-

” اس لئے جب کسی شخص نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ خود بخود مؤثر بھی ہو گئیں۔

ان کے بعد بغیر دوسری شادی کے آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ امام نووی نے
شرح مسلم میں اس پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے اور امت کے چاروں امام
ابو حنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر متفق ہیں
بلکہ بہت سے اہل ظاہر، اہل حدیث بھی اس میں متفق ہیں جیسے ابن حزم اندلسی
اور یہ بات ہر کسی لکھے پڑھے آدمی سے مخفی نہیں کہ پوری دنیائے اسلام بجز
عدو قلیل کے انہیں آئمہ مجتہدین کو قرآنی قانون کی تعمیر میں حجت (انتھارٹی) تسلیم
کرتی ہے۔ قرآن و سنت کے قانون کی کوئی تعبیر ان کے خلاف قابل اعتماد نہیں
سمجھتی اور پاکستانی عوام کی اٹھانوے فیصدی اکثریت حنفی المذہب ہے۔ اگر دوسرے
اماموں کی فقہ میں گنجائش بھی ہوتی جب بھی ملک کی اتنی بڑی اکثریت کے مذہبی
مسلک کے خلاف کوئی قانون بنانا صحیح نہ ہوتا ہے

اس بارے میں حنفیہ کا جو مسلک ہے، ہم ابھی ابھی ان کی معتبر ترین کتاب ”عناہ شرح ہدایہ“

مکے عالمی کمیشن پر تبصرہ۔ مولانا امین احسن اصلاحی صفحہ ۱۱۱

۵ شرح العناہ علی الہدایۃ مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۲۴

۶ عالمی قوانین پر مختصر تبصرہ از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ ۴۲

سے نقل کر آئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ مخالفت میں کہاں تک جا سکتے ہیں۔ تاہم اس مخالفت کا ایک فائدہ نکلا کہ وہ اصول تو واضح ہو گیا، جس کے مطابق کوئی مسئلہ ان کے نزدیک قابل قبول ہو گا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ان حضرات کا طرز عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کی بابت آئمہ حنفیہ اتنا کچھ لکھ گئے ہیں، کہ اس جدید زمانہ میں بھی اس پر کچھ اضافہ کرنا ممکن نہیں، لیکن وہ حضرات جنہوں نے طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت حنفی مذہب کے آئمہ کے علم و تقویٰ کا واسطہ دیا تھا، اس مسئلہ میں وہ انہیں یکسر بھول جاتے ہیں بلکہ اس موضوع پر اپنی مستقل کتابوں میں حنفیہ کے مسلک کی طرف معمولی سا اشارہ بھی نہیں فرماتے۔

ان آئمہ کے زمانہ میں اس مقصد کے لئے جتنے طریقے بھی رائج تھے انہوں نے ان سب کی اجازت بڑی صراحت سے دی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مستعمل طریقہ عزل کا تھا۔ اس کے معنی مفتی محمد شفیع صاحب ہی کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں :-

”اس کی جو صورت اس زمانہ میں معروف تھی، اسے عزل کہا جاتا ہے یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں نہ پہنچنے پائے۔ خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر نکالے“

اب اس بارے میں حنفی فقہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ شامی میں ہے :-

وفي القهستانی أن للسید العزل عن امته بلا خوف وکذا الزوج الحرة باذنها

وفي الفتاوی ان خاف من الولد السوء في الحرة لیسعه العزل بغیر رضاهما
فساد الزمان“

(ترجمہ) قہستانی میں ہے کہ آقا لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کر سکتا ہے۔ اس طرح خاندان اپنی آزاد عورت سے اس کی اجازت سے۔ لیکن فتاویٰ میں ہے کہ اگر آزاد عورت سے بدکردار اولاد پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر فساد زمانہ کی وجہ سے آزاد عورت کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔

کے ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۳۱

شہ ردا المختار شرح در المختار المعروف شامی۔ علامہ ابن عابدین جلد ۲ صفحہ ۱۱۱

حنفی مذہب کے مطابق قرآن مجید کے مفسر علامہ ابوبکر جصاص نے تو یہاں تک نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اس کا جواز قرآن کریم سے ثابت کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:-

وقد روی عن ابن عمر فی قوله (نساؤکم حرثٌ لکم) قال کیف شئت ان شئت عزلاً او غیر عزلاً رواہ ابوحنیفۃ عن کثیر الرباح الاصحیح عن ابن عمر (ترجمہ) حرث (رکھتی) کی تفسیر میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔ امام ابوحنیفہؒ نے کثیر الرباح الاصحیح سے روایت کیا۔

پھر اس کے بعد حنفیہ کا مسلک ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

وهذا عندنا فی ملک الیمین وفي الحرۃ اذا اذنت فیه وقد روی ذلك علی ما ذکرنا من مذہب اصحابنا عن ابی بکر وعمر وعثمان وابن مسعود وابن عباس واکثرین غیرہم۔ ۱

(ترجمہ) اور ہمارے نزدیک یہ اجازت لونڈی تک مخصوص ہے۔ ضبط ولادت کے لئے آزاد عورت کی اجازت ضروری ہے۔ حنفیہ کا یہ مسلک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اجل صحابہ سے مروی ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے تصریح کر آئے ہیں کہ آئمہ حنفیہ نے ضبط ولادت کے ہر طریقہ کی اجازت دی ہے، جس کا اس زمانے میں رواج تھا۔ انہی میں سے ایک طریقہ رحم کا منہ بند کرنا بھی ہے۔ جس کی اجازت ان الفاظ میں دی گئی ہے:-

”اخذ فی الخصر من ہذا وما قدمہ الشارح عن الحائضہ والکمال انہ سدّ ختم رحمہا کما یفعلہا النساء“ ۲

(ترجمہ) اس بحث سے اور جو کچھ فتاویٰ حائضہ اور علامہ ابن ہمام سے بیان ہوا ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ضبط ولادت کے لئے عورت کے رحم کے منہ کو بند کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ عورتوں میں رواج ہے۔

۱ احکام القرآن لابن بکر جصاص جلد ۱ صفحہ ۴۱۶۔ ۲ ایضاً صفحہ ۴۱۶

۳ شامی جلد ۲ صفحہ ۴۱۲

فقہائے کرام کے اتنے واضح فتاویٰ کے باوجود ان سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے اپنی کتاب اسلام اور ضبط ولادت میں ان کے مسلک کی طرف خفیہ سا اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ مفتی محمد شفیع صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں :-

”تمام فقہائے امت کا رجحان بھی ان تمام روایاتِ حدیث کو دیکھنے کے بعد یہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے جیسا کہ فتح القدیر، رد المحتار، احیاء العلوم وغیرہ میں تصریحات میں موجود ہے“

یہاں مفتی صاحب نے جن کتابوں کے نام لئے ہیں، ہم انہی کتابوں سے ابھی جواز نقل کر آئے ہیں، رد المحتار شامی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور فتح القدیر کا فتویٰ ایک بار پھر سن لیجئے۔

العزل جائز عند عامة العلماء وكرهه قوم من الصحابة والصحيح الجواز^{۳۱}
جہاں تک امام غزالی کی احیاء العلوم کا تعلق ہے، اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ والصحيح عندنا ان ذالك مباح۔ ہمارے نزدیک عزل مباح ہے۔

خوش قسمتی سے خاندانی منصوبہ بندی ان معدودے چند مسائل سے ہے۔ جس پر امت کے چاروں آئمہ یعنی امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مکمل اتفاق ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-

اما العزل فقد حرمه طائفة لكن الائمة الاربعة على جوازها باذن المرأة^{۳۲}
ترجمہ، کچھ لوگ عزل کو جائز نہیں سمجھتے لیکن فقہ کے چاروں مذاہب کے آئمہ کے نزدیک یہ عورت کی اجازت سے جائز ہے۔



^{۳۱} ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے، دارالاشاعت کراچی ص ۳۷

^{۳۲} فتح القدیر مطبوعہ نوکوش جلد ۲ ص ۱۰۶

^{۳۳} مختصر الفتاویٰ المصریة صفحہ ۳۳۱ مطبوعہ مصر